خاندانی منصوبہ بندی اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

عبدالشکور رضوی (ایم اے)

ضبطِ تولید کے قابل تنسیخ اور نا قابل تنسیخ ذرائع کی تعریف

قابل تنسیخ ذرائع سے مراد ایسے ذرائع ہیں کہ جن میں مرد اور عورت کے اعضائے تناسلیہ کے وظیفۂ تولیدی کے انسداد کا رفع ممکن ہوتا ہے جبکہ نا قابل تنسیخ ذرائع ایسے ذرائع ہیں جن میں اعضائے تناسلیہ کی تولیدی استعداد کا بالکل خاتمہ ہو جاتا ہے اور اولاد کا جنم لینا قصہ پارینہ بن کر رہ جاتا ہے چونکہ دونوں قسم کے ذرائع کے احکام شرعیہ مختلف ہیں لھذا دونوں کی الگ الگ تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

۱ شرح امام نووی ج ۱ ص ۴۶۴، ۲ بحوالہ اسلامی فقہ ج ۲ ص ۲۲۵۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

ضبطِ تولید کے نا قابل تنسیخ ذرائع

نا قابل تنسیخ ذرائع چار ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اختصاء (خصی ہونا)

اس طریقہ میں دونوں کیسوں سے خصتین نکال دیئے جاتے ہیں زمانہ قدیم میں تو یہ طریقہ رائج تھا مگر اب انسانوں میں کہیں بھی نظر نہیں آتا ہاں البتہ حیوانات میں یہ طریقہ اب بھی موجود ہے عموماً قربانی کے جانوروں کو خصی کرایا جاتا ہے تاکہ وہ مجامعت سے بچے رہیں اور قوت کے عدم ضیاع کی وجہ سے خوب موٹے تازے رہیں۔

۲۔ نس بندی (Vasectomy)

خصیے دو بیضوی غدود ہیں جن میں مادہ منویہ اور حونیات منویہ تیار ہوتے ہیں ان میں قناتی سلسلہ بھی ہے جن کی تفصیل کتب طب میں دیکھی جا سکتی ہے نس بندی میں ان مخصوص قنات کو کاٹ کر باندہ دیا جاتا ہے جن سے تولیدی جرثوے (Sperm) گزرتے ہیں۔

۳۔ گرہ بندی (Tubal Ligation)

رحم کے اوپر دائیں اور بائیں بیضہ دانیوں کے ساتھ دو نالیاں ہیں یہ نالیاں بیضے کو رحم تک لے جاتی ہیں ان کو قاذفین کہا جاتا ہے اس طریقہ میں ان ہی دونوں نالیوں کو باندہ دیا جاتا ہے اور اسی طریقہ کو گرہ بندی یا قناتی نس بندی کا نام دیا جاتا ہے۔

۴۔ اخراج رحم (Hystrectomy)

اس طریقہ میں بڑے آپریشن کے ذریعے رحم کو نکال دیا جاتا ہے اور جب بطن کے اندر رحم ہی نہ رہے تو پریگنینسی (Pregnency) ناممکن ہو جاتی ہے۔

اختصاء، گرہ بندی اور اخراج رحم کے نا قابل تنسیخ ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں جبکہ نس بندی کے نا قابل تنسیخ ہونے کے بارے میں ماہرین کا اختلاف ہے ہم نے اسے نا قابل تنسیخ ذرائع میں اس لئے ذکر

فتح الباری ج۹ ص ۳۰۱، ۲ تفہیم الباری ج۸ ص ۲۱۹، ۳ جدید حیاتیاتی علوم ص ۴۹ بحوالہ نیل الاوطار ۴ احیاء العلوم ج۲ ص ۵۲

کیا ہے کہ اس میں فطری صلاحیت کو بحال کرنے کے امکان کے باوجود اس کی ضمانت نہیں دی جاسکتی فقیر اس نظریے میں منفرد نہیں بلکہ متعدد مسلمان اسکالر کی تائید کے علاوہ اسے ڈاکٹر کلائیو ورابرٹ اور روتا لڈ جے ایرین جیسے غیر مسلم ماہرین کی بھی تائید حاصل ہے۔ [1]

نا قابل تنسیخ ذرائع کا حکم

عہدِ رسالت مآب ﷺ چونکہ طبی ارتقاء کا دور نہ تھا لھذا نس بندی، گرہ بندی اور اخراج رحم جیسے نا قابل تنسیخ ذرائع معرض وجود میں نہ آسکے لیکن جہاں تک تعلق اختصاء کا ہے سو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں بھی متعارف تھا اور صحابہ کرام علیھم الرضوان نے آپ ﷺ سے اسکا حکم بھی دریافت کیا چونکہ نس بندی، گرہ بندی اور اخراجِ رحم ضبطِ تولید کے نا قابلِ تنسیخ ذرائع ہیں اور اختصاء بھی نا قابل تنسیخ ذریعہ ہے لھذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم اختصاء کے بارے میں صادر فرمایا وہی حکم دیگر تین ذرائع کا ہوگا۔ اختصاء کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو کیا حکم صادر فرمایا اس کو جاننے کے لئے دو احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔عن قیس قال سمعت عبد الله یقول کنا نغزوا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس لنا نساء فقلنا الانستخصی فنهانا عن ذلک [2]۔

حضرت قیس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ پر تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں تھیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم خصی ہو جائیں تو آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔

۲۔اس حدیث پاک کے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی ہیں وہ روایت کرتے ہیں۔

رد رسول الله صلی الله علیه وسلم علی عثمان بن

[1] مراۃ المفاتیح ج ۳ ص ۴۴، [2] جدید حیاتیاتی علوم بحوالہ نیل الاوطار ص ۴۹، [3] شرح صحیح مسلم بحوالہ مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۸۸۱ [4] بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۳۴ [5] جدید حیاتیاتی علوم ص ۵۳

☆ الاجتهاد لا ینقض بالاجتهاد ☆ اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا ☆

مطعون التبتل ولو اذن له لا ختصینا ۱؎

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مطعون کو تبتل سے منع فرمادیا اگر انھیں اس کی اجازت دے دی جاتی تو ہم خصی ہو جاتے۔

ان دونوں احادیث مبارکہ سے خصی ہونے کی شرعی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خصی ہونا ممنوع اور حرام ہے لھذا نس بندی، گرہ بندی اور اخراج رحم بھی حرام و ممنوع ہی قرار پائیں گے لیکن اسلام دین یسر ہے لھذا بہر صورت حکم یہی نہیں ہوگا بلکہ اگر مرد یا عورت کی صحت یا جان کو خطرہ ہو تو حکم مختلف ہوگا تفصیل ملاحظہ ہو۔

ناقابل تنسیخ ذرائع کی واجب و جائز وجوہات

۱۔ فوطوں میں اگر کینسر پیدا ہو جائے تو ان کا نکلوانا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہو جاتا ہے۔

۲۔ اگر عورت کی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہو مثلاً قاذفین میں یا رحم میں کینسر پیدا ہو جائے تو قاذفین میں کینسر کی شکل میں گرہ بندی اور سرطان رحم کی صورت میں اخراج رحم نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ واجب ہو جاتا ہے ابوالحسن محسن ابراھیم رقمطراز ہیں۔

"بہر حال اگر حمل سے عورت کی صحت یا اس کی زندگی کو خطرہ ہے یا اس کے رحم میں کینسر پیدا ہو جائے تو قناتی نس بندی (Tubal Ligation) یا مکمل قطع رحم (Total Hysterectomy) کے ذریعہ اس کو بانجھ بنانا لازمی ہے" ۲؎

۳۔ اگر مرد کو کوئی متعدی مرض ہے اور مجامعت کی وجہ سے بیوی کی طرف منتقل ہونے کا شدید خطرہ ہے تو اس کے لیے نس بندی کرانا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

۴۔ جب عورت کی بچہ دانی چھوٹی ہو تو چونکہ استقرارِ حمل کی وجہ سے اس کی موت کے قوی امکانات ہیں تو عورت کا گرہ بندی کرانا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہوگا عالم اسلام کے ایک عظیم طبیب علی بن عباس (متوفی ۹۹۴ء) لکھتے ہیں۔

"کبھی کبھی عورتوں کے لئے یہ طریقے تجویز کرنا ضروری ہو جاتا ہے جن کی بچہ دانی

۱؎ بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۳۴ ۲؎ موطا امام مالک مترجم ص ۴۲۴ ۳؎ المغنی ابن قدامہ ج ۷ ص ۶۳، ۶۴
۴؎ شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۴

چھوٹی ہو یا جن کو کوئی مرض لاحق ہوتا ہے اور استقرار ِحمل کے بعد بچہ کی پیدائش کے دوران ان کی موت واقع ہونے کے امکانات ہو سکتے ہیں‘‘۔[۱]

۵۔ جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے جن سے سلسلہ تولید مکمل طور پر بند ہو جائے مفتی منیب الرحمٰن صاحب ضبطِ تولید کی جائز وجوھات پر تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’بعض خواتین کے ہاں آپریشن سے بچے پیدا ہوتے ہیں اور دو یا تین آپریشن کے بعد ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں کہ مزید آپریشن سے زچہ کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے یا کوئی مہلک بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔‘‘[۲]

۶۔ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی تب بھی سلسلہ تولید بند کرانا واجب ہوگا۔

مؤخرالذکر دونوں صورتوں کو علامہ سعیدی نے بیان کیا ہے[۳]

یہاں تک ہم نے ضبطِ تولید کے نا قابل تنسیخ ذرائع، ان کا حکم اور ان کی چند جائز و واجب وجوہ پر روشنی ڈالی ہے اب ہم عزل کے جواز میں وارد ہونے والی روایات پر قیاس کرتے ہوئے قابل تنسیخ ضبطِ تولید کی جائز وجوھات پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن اس سے قبل ایک حقیقت کا اعادہ ضروری ہے وہ یہ کہ جس طرح ہم نے نس بندی، گرہ بندی اور اخراجِ رحم کو اختصاء پر قیاس اس لئے کیا کہ دونوں نا قابل تنسیخ ہیں اور ذیل میں ذکر ہونے والی وجوہات کو عزل پر قیاس اس لئے کر رہے ہیں کہ دونوں قابل تنسیخ ہیں۔

قابلِ تنسیخ ضبطِ تولید کی جائز وجوہات

قابل تنسیخ ضبطِ تولید کی جائز وجوہات درج ذیل ہیں۔

ا۔ خرابی صحت:۔

اگر حمل کی وجہ سے عورت کی صحت شدید خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو ضبطِ تولید جائز ہے۔

مثلاً عورت کا مثانہ کمزور ہو تو یہ بات قریب بہ یقین ہے کہ جنین کا وزن مثانہ کو شق کر سکتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ساری عمر تقطیر البول میں مبتلا ہو جائے گی۔

[۱] شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۴، [۲] اسلام میں جنس اور معاشرہ ص ۳۲

۲۔اندیشۂ ہلاکت:۔

اگر حمل کی وجہ سے عورت کی ہلاکت کا اندیشہ ہے مثلاً اس کی صحت اتنی کمزور ہے کہ وہ حمل کا بار اٹھانے کے قابل ہی نہیں تو بھی ضبطِ تولید جائز ہوگا امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

''عزل کرنا حق بجانب ہوگا جبکہ بچے کی پیدائش سے بیوی کی زندگی خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔''[۱]

۳۔نگہداشت میں حرج:

اگر مسلسل ولادت سے بچوں کی نگہداشت میں حرج کا اندیشہ ہوتو ضبطِ تولید جائز ہے اس صورت کا علامہ غلام رسول سعیدی اور شیخ خالد سیف نے بیان کیا ہے۔

۴۔جنسی خواہش کی عدم تکمیل:

اگر حمل اور وضع حمل کے تواتر کی وجہ سے انسان اپنی خواہش کو پورا نہ کر سکے تو اپنی خواہش کو پورا کرنے کی نیت سے ضبطِ تولید جائز ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو یہ قوی اندیشہ ہے کہ وہ کسی خرابی کا شکار ہو جائیگا اس صورت کو علامہ سعیدی نے بیان کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''حمل اور وضع حمل کے وقفوں کے دوران بعض صورتوں میں انسان اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا اس لئے زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبطِ تولید کرنا جائز ہے۔'' [۲]

۵۔متعدی مرض:

اگر میاں بیوی دونوں یا ان میں سے کوئی ایک کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو ایسا مرض جو ہونے والے بچے کو وراثت میں منتقل ہونے کا قوی اندیشہ فراہم کرتا ہو تو ضبطِ تولید جائز ہوگا اس صورت کو مصر کے ایک عالم احمد الشرباصی نے بیان کیا ہے [۳]

۶۔کمئی حسن

اگر بار بار وضع حمل کی وجہ سے کسی عورت کا حسن و جمال متاثر ہو تو اس کے حسن و جمال کو قائم رکھنے کے لئے عزل اور ضبطِ تولید جائز ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عورت کا حسن و جمال متاثر ہو تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ خاوند کوئی برائی کر بیٹھے گا اس صورت کو حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے اختیار فرمایا ہے [۱]

۷۔ کثرت مشقت کی عدم استعداد

کثرت اولاد کی وجہ سے محنت مشقت زیادہ کرنی پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ بعض افراد عدم استعداد کی وجہ سے اس کے متحمل نہیں ہو سکتے لھذا ایسے کمزور حضرات کے لئے ضبطِ تولید جائز ہوگا اس صورت کو بھی امام غزالی علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی معاشی وسائل کو بڑھانے کے لئے ہمہ وقت مصروف رہتا ہے اور اس کی عبادت متاثر ہوتی ہے نیز بسا اوقات وہ ناجائز ذرائع بروئے کار لانے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

۸۔ عمل پر خطر

اگر عورت کو بچہ آپریشن سے ہوتا ہو اسے اس پر خطر عمل سے محفوظ رکھنے کے لئے ضبطِ تولید جائز ہوگا اس صورت کو علامہ سعیدی نے بیان فرمایا ہے۔

۹۔ عبدیت

اگر اولاد کے لونڈی و غلام ہونے کو کوئی ناپسند کرلے تو بھی ضبطِ تولید جائز ہوگا اس رائے کو امام غزالیؒ نے بیان فرمایا ہے [۱]

۱۰۔ زیادتیٔ وقت کے مضرات

اگر کوئی ایسے کارخانے میں کام کرتا ہے جہاں ڈاکٹروں کے بقول وقت سے زیادہ کام صحت کے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے اب اس کے ہاں ایک بچہ بھی پیدا ہو تو اتنے مصارف کو پورا کرنے کے لئے مقررہ وقت سے زائد بھی کام کرنا پڑتا ہے ایسی صورت میں بھی ضبطِ تولید جائز ہے۔

بلا عذر ضبط تولید کی کراہت پر دلائل

۱۔ امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے عزل کی کی کراہت پر باقاعدہ ایک باب باندھا ہے اور اس کا نام رکھا ہے باب جواز الغیلۃ وھی وطی المرضع وکراھۃ العزل

۲۔ بلا عذر ضبط تولید سے نکاح کا بنیادی مقصد ''افزائش نسل'' فوت ہو جاتا ہے اور نکاح کا بنیادی مقصد ''افزائش نسل'' ہی ہے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس مقصد کی تکمیل پر بہت برانگیخت فرمایا ہے امام بخاری

[۱] جدید حیاتیاتی علوم ص ۵۹ [۲] صحیح مسلم حدیث رقم ۲۴۹۳

(فقہ المعاملات کا مطالعہ کرنا، فقہی معاملات پر غور کرنا اور فقہ المعاملات پر لکھنا وقت کی ضرورت ہے)

رحمتہ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں ایک باب باندھا ہے اور اس کا نام رکھا ہے ''باب طلب الولد'' اور اس کے ذیل میں یہ حدیث مبارک لائے ہیں۔

حدثنی الثقة انه قل فی هذا الحدیث الکیس الکیس یا جابر یعنی ولد ۱؎

ایک معتبر آدمی کا بیان ہے کہ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا اے جابر جب تو گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کرو کیس سے یہی مطلب ہے کہ اولاد ہونے کی خواہش کرو

شیخ مودودی لکھتے ہیں

''حیاتیاتی اعتبار سے مرد کاشتکار ہے اور عورت کاشت ہے اور ان دونوں کے مابین جنسی تعلق کا اولین مقصد نسل انسانی کی افزائش ہے'' ۲؎

۳۔امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''جب کوئی فعل اصل مقصد کی بجائے کسی دوسرے مقصد کے لئے کیا جاتا ہے تو اسے مکروہ کا نام دیا جاتا ہے بچے کی پیدائش ایک مستحسن عمل ہے لیکن عزل میں اسے ترک کردیا جاتا ہے'' ۳؎

۴۔امام ترمذیؒ نے باب جاء فی کراهۃ العزل باندھا ہے اور اس کے تحت حدیث ابوسعید خدری نقل کی ہے پھر تفصیل میں یہ الفاظ لکھے ہیں وقد روی من غیر وجہ روایت ہے کہ بلا عذر مکروہ ہے ۴؎

۵۔امام نوویؒ فرماتے ہیں

و هو مکروه فی عند ما فی کل حال و کل امرة سواء رضیت به ام لا لانه طریق الی قطع النسل ۵؎

ہمارے نزدیک عزل ہر حال میں ہر عورت کے ساتھ مکروہ ہے برابر ہے کہ وہ اس سے راضی ہو یا نہ ہو کیونکہ یہ نسل کو ختم کرنے کا ایک راستہ ہے۔

۶۔ بلاعذر ضبط تولید اس لئے بھی مکروہ ہے کہ حضور ﷺ نے کئی احادیث میں اس کے خلاف برانگیخت فرمایا ہے مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا '' نکاح کرو، نسل بڑھاؤ، اور تعداد بڑھاؤ'' اسی طرح آپ نے فرمایا '' نکاح کرو، اولاد پیدا کرو اور افرادی قوت میں کثرت پیدا کرو کیونکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا'' ۱؎

۱؎ صحیح بخاری حدیث رقم ۴۶۸۵، سنن ابن ماجہ حدیث رقم ۱۸۳۸ ۲؎ جدید حیاتیاتی علوم ص ۶۳

☆☆☆☆ گستاخ رسول کوسر کا خطاب قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

مؤخر الذکر حدیث مبارک نقل کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد سید طنطاوی مفتی عرب جمہوریہ مصر نے بڑے جذباتی انداز میں ضبط تولید کی اباحت مطلقہ پر گفتگو کی ہے عرض ہے کہ ایسے حساس مسائل جذبات کے ذریعے حل نہیں ہوا کرتے بلکہ ان کیلئے مضبوط دلائل کی ضرورت ہوتی ہے انھوں نے کہا کہ ایسی کثرت جو بے فائدہ، کمزور، دوسروں کی دست نگر، فسادی اور ظالم ہو اس پر حضور ﷺ کیا فخر کریں گے؟ جذبات کی رو میں بہہ کر مفتی موصوف نے جہاں شریعت کے اس اصول

بل المطلق یجری علی اطلاقه و المقید علی تقییده ۲ ۔

کہ مطلق ہمیشہ اپنی اطلاقی حالت پر رہتا ہے اور مقید اپنی تقیید ی حالت پہ

کا جنازہ نکالا ہے وہ اس قدر بھی سوچنا گوارا نہ کیا کہ کیوں نہ میں اصلاح معاشرہ کی فکر دلاؤں کیوں نہ والدین کی توجہ اولاد کی صحیح تربیت کی طرف ہی مبذول کرادوں کیونکہ کوئی بھی انسان اس روئے زمین میں ان اوصاف کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا بلکہ بجائے اسکے وہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس حالت پہ قائم رہنا یا پھر بگڑ جانا یہ عالم خلق کے حوادثات کی کرشمہ سازیاں ہیں سید عالم ﷺ فرماتے ہیں

کل مولود یولد علی الفطرة و ابواه یهود انه او ینصر انه او یمجسانه ۳ ۔

ہر بچہ فطرت سلیم پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں

اسی فطری حسن کو برقرار رکھنے کے لئے حضور ﷺ نے اولاد کی عمدہ تربیت پر بہت زور دیا ہے ایک حدیث پاک میں ہے

ادبو اولاد کم علی ثلاث خصال حب نبیکم و حب ال بیته و تلاوة القران فی ظل عرش الله یوم لاظل الا ظله مع انبیائه و اصفیائه ۱ ۔

اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ اپنے نبی کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قران مجید کی تلاوت بے شک حامل قران اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس

۱ کامل الصناعة الطبیة ج ۲ص ۷۰، ۲ تفہیم المسائل ج اص ۳۷۱، ۳ شرح صحیح مسلم ج ۳ص ۸۸۸

کے ساتھ کے علاوہ وقتی سے بھی ہوگا انبیاء اور اصفیاء کے ساتھ۔

۷۔ عزل کے جواز میں پیش کی گئی روایات میں یہ الفاظ **فانه ليست نفس مخلوقة الا الله خالقها** " **انه سياتيها ما قدر لها** " **فانه ليست من نسمة قضى الله لها ان تكون الا هي كائنة** " **فانما هو القدر** " " **ما من نسمة كائنة الى يوم القيمة الا هي كائنة** " قابل غور ہیں جواز عزل کا فیصلہ صادر فرمانے کے ساتھ ہی ان الفاظ کا ذکر کرنا بعد ازاں ضبط تولید کی کراہت پر ضرور دلالت کرتا ہے۔

اعذار و وجوہ

اس عنوان کے ذیل میں چند ایسی صورتیں تحریر کی جاتی ہیں جن کو بعض علماء نے ضبط تولید کے جواز کے حوالے سے عذر قرار دیا ہے مگر حقیقت میں وہ عذر قرار نہیں پا سکتیں۔

۱۔ صاحب نور الایضاح اور امام قدوری نے اپنی تصنیفات کے اندر نفاس کی تعریف یہ فرمائی ہے۔

النفاس هو الدم الخارج عقيب الولادة ۲؎

نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے۔

بعض علماء نے اس خون کی آلودگیوں سے بچنے کو عذر پر محمول کیا ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے کیونکہ عالم انسانیت کی آبادکاری اور نسل آدمیت کی بقا اسی فطری عمل سے وابستہ ہے لہٰذا آلودگیوں سے بچنے کو ضبط تولید کے لئے عذر قرار دینا ایک غیر فطری نظریہ ہے نہ صرف غیر فطری بلکہ اتنا مضحکہ خیز بھی ہے وہ اس لئے کہ بول و براز بھی تو آلودگیاں ہی ہیں تو پھر کیا کھانا پینا ترک کر دینا چاہیے اس غیر فطری اور مبنی بر ... نظریہ کو امام غزالی نے بدعت قرار دیا ہے ۳؎ اور مطلق بدعت سے ہی وہ کام اور وہ نظریہ جو شریعت ... رہ کے متصادم ہو بدعت کی تعریف پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی لکھتے ہیں۔

هي ما خالف نصوص الكتاب والسنة وفرق اجماع الامة ۱؎

بدعت وہ ہے جو قرآن و سنت کی نصوص کے خلاف اور اجماع امت سے متصادم ہو۔

۱؎ احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۲، ۲؎ شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۹۷، ۳؎ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی ص ۱۱۰۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

لھذا انفاس کے خون کی آلودگیوں کو ضبط تولید کی جائز وجہ قرار دینا بدعت، رافع تقاضائے فطرت لائق تمسخر اور عذر موہوم ہے۔

۲۔ بعض علماء نے دودھ پلانے کی مشقتوں سے بچنے کو بھی ضبطِ تولید کی جائز وجہ قرار دیا ہے اور یہ بھی نظریہ امام غزالی علیہ الرحمہ کے نزدیک بدعت ہے[۲]۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت تو والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین فرما کر عورتوں کو دودھ پلانے کا حکم صادر فرمائیں اور اس کی چھاتیوں میں اس مقصد کو پورا کرنے کے دو بیلوں کا انتظام فرما دیں اور یہ فکر اسی سلسلہ کو ضبط تولید کی جائز وجہ قرار دے خود اندازہ لگائیں کہ وہ دین قرار پاتی ہے یا کہ بدعت۔

۳۔ مصر کے ایک عالم احمد الشرباصی نے دو حملوں کے درمیان عورت کو آرام فراہم کرنے کو ضبطِ تولید کی جائز وجہ قرار دیا ہے لیکن یہ بھی درست نہیں کیونکہ مطلق اس صورت کو ضبطِ تولید کی جائز وجہ قرار دینا خاندانی منصوبہ بندی کی حالیہ مادی والحادی سوچ کی کھلی حمایت ہے۔

۴۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے عورت سے محبت کی بناء پر اسے ایام حمل، درد زہ اور زچگی کی تکالیف سے بچانے کی غرض سے ضبطِ تولید کرنا جائز قرار دیا ہے ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ خاوند کو بیوی سے اتنی محبت نہیں ہو سکتی جتنی اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق سے ہے اس پر بے شمار قرآنی آیات اور احادیث نبویہ شاہد ہیں تو باوجود اتنی شدید محبت کے اگر اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف کو عورت کی فطرت کا حصہ بنایا ہے تو خاوند کون ہو سکتا ہے کہ تکالیف کے اس فطری حصہ کو عورت سے جدا کرے نیز اس نظریہ سے یہ خرابی بھی لازم آتی ہے کہ اللہ کو مخلوق سے جتنی محبت ہے اس سے بڑھ کر خاوند کو بیوی سے محبت ہوتی ہے اور نیز اس لحاظ سے بھی یہ نظریہ قابل گرفت اور مبنی بر استہزاء ہے کہ تقریباً ہر خاوند کو اپنی بیوی سے محبت ہوتی ہی ہے لہٰذا ہر خاوند محبت کی بناء پر منع حمل ذرائع استعمال میں لانا شروع کر دے تا کہ اس کی بیوی حمل اور وضع حمل کی صعوبتوں سے بچ سکے تو پھر امت مسلمہ کی افرادی کثرت کیسے ظہور پذیر ہو سکے گی علامہ موصوف دور حاضر کی انتہائی علمی شخصیت ہیں ہم ان کی خدمت میں سراپا ادب التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس نظریہ پر نظر ثانی فرمائیں کیونکہ اس سے جہاں دیگر بے شمار خرابیاں لازم آتی

[۱] احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۲ [۲] ایضاً

ہیں وہاں موجودہ دور کی الحادی تحریک ضبطِ تولید کو تقویت بھی ملتی ہے۔

۵۔ بعض حضرات نے ضبط، تولید کے لئے مدت رضاعت کو بھی ضبط تولید کے لئے عذر قرار دیا ہے لیکن یہ عذر بھی عذر شرعی نہیں عذر موہوم ہے مدتِ رضاعت میں دوسرے بچے کی ولادت اس بات کو مستلزم نہیں کہ عورت کے پستانوں میں دودھ دونوں کے لئے ناکافی ہے بسا اوقات دو تین بچے یک لخت عورت کے بطن سے جنم لے لیتے ہیں اور وہ سب کو دودھ پلاتی ہے بالفرض اگر عورت کے پستانوں میں دودھ کم ہے تو اس کے کئی حل موجود ہیں اگر عورت میں قلت لبن کی شکایت ہے تو اس کے ازالہ کے لئے انگریزی اور دیسی کثرت سے دوائیں موجود ہیں اور اگر باوجود دواؤں کے استعمال کے یہ شکایت رفع نہیں ہوتی تو بچوں کے تغذیہ کے لئے متبادل خشک وتر دودھ موجود ہیں غرض کئی ایک باتوں سے اس نظریہ کی تردید ہوتی ہے اور یہ نظریہ عذر موہوم بنتا ہوا نظر آتا ہے۔

اسقاط حمل کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر

اسقاطِ حمل کا تعلق بھی ضبط تولید سے ہے بلکہ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے لھذا اس کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے آگاہی ضروری ہے محسن ابراہیم صاحب اسقاط حمل کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

> ''اسقاط حمل عملاً وہ اقدام ہے جو عورت کے اندرونِ رحم موجود جنین کو اس کی فطری معیاد کی تکمیل سے قبل نکال دینے کے مقصد سے کیا جاتا ہے۔'' ۱؎

اسقاط حمل کی تعریف کے سلسلہ میں محسن صاحب کا بیان انتہائی جامع ہے اس تعریف میں ''جنین کا کلمہ قابل التفات ہے یہ ''جنین'' کیا ہے؟ آیئے اس کو سمجھنے کے لئے قران مجید کی طرف رجوع کریں ارشاد باری ہے۔

> **ثم جعلنه نطفة فی قرار مکین ○ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فکسو نا العظم لحما ثم انشا نه خلقا اخر فتبر ک الله احسن الخالقین ○ ۱؎**

۱؎ صحیح بخاری حدیث رقم ۴۸۴۴ ۲؎ ضبط ولادت ص ۸۴، ۳؎ احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۲، ۴؎ ترمذی حدیث رقم ۱۰۵۷ ۵؎ شرح مسلم للنوی ج ۱ ص ۴۶۴۔

پھر ہم نے اسکو محفوظ جگہ نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا ہم ہی نے پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے دوسری ہی طرح کی مخلوق بنا کھڑا کیا پس کیا ہی بابرکت ہستی ہے اللہ کی، تمام صناعوں سے بہتر صناع۔

پہلے تطور میں Sperm فرج اور رحم سے گزرتا ہوا fallopian Tube میں داخل ہوتا ہے وہاں اس کا اختلاط ovum سے ہوتا ہے اسی اختلاط کو استقرارِ حمل سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرے تطور میں استقرار کے فوراً بعد نطفہ بڑھنے لگتا ہے اور پانچ سے سات دن کے اندر یہ ''جنین'' (Embrvo) کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس کا معائنہ صرف مائیکرواسکوپ سے کیا جا سکتا ہے حمل کے تیسرے ہفتے ''جنین'' کی لمبائی ۱۱/۱۲ انچ ہو جاتی ہے قرآن نے اس کو علقہ یعنی جونک سے تعبیر کیا ہے۔

تیسرے تطور میں علقہ مزید بڑھتا ہے اور اس گوشت میں صلابت آجاتی ہے اس کو مضغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے چوتھے تطور میں ریڑھ کی ہڈی کا ڈھانچہ مضغہ میں نشوونما پاتا ہے۔

اور پانچویں تطور میں ہڈیاں اور گوشت مل کر ایک حیوانی صورت کو جنم دیتے ہیں۔

اور چھٹے تطور میں انسانی شکل معرض وجود میں آجاتی ہے۔ ۲

گویا ساتویں دن یا سات دنوں کے بعد جنین کا اخراج اسقاطِ حمل کو متحقق ہوگا لیکن اس کا یہ قطعی مطلب نہیں کہ سات دنوں سے قبل حیوان منوی اور بیضۂ فرجی کے اختلاط کو ضائع کرنا جائز ہے نہیں ایسا ہرگز نہیں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''وجود انسانی کا سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ نطفہ رحم میں جا کر عورت کی منی کے ساتھ مل جائے اور اس میں زندگی قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اس کا برباد کر دینا گناہ ہے۔ ۳

قدیم دور چونکہ سائنسی دور نہ تھا فقہاء نے خیال کیا کہ جنین میں زندگی کے آثار ایک سو بیس دن کے بعد نمودار ہوتے ہیں اور گو حدیث پاک میں ایک سو بیس دنوں بعد روح کے پھونکے جانے کی صراحت ملتی ہے اور یہ قطعی حق ہے مگر حیات طبعی پر محمول کرنا چاہیے جہاں تک تعلق ہے حیاتِ مطلق کا سو اس کا پایا جانا نہ

۱؎ بحوالہ بہبود آبادی کی منصوبہ بندی ص ۲۱ ، ۲؎ اصول الشامی ص ۳؎ الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۴۸

صرف یہ کہ عندالاستقرار ہے بلکہ اس سے قبل بھی ہے کیونکہ سپرم میں زندگی کے اثرات نمایاں ہیں جسے جدید میڈیکل سائنس ثابت کرچکی ہے اور مائیکروسکوپ کے ذریعے ان کو دیکھا جاسکتا ہے اولاد سے محروم حضرات اکثر لیبارٹریز کی طرف رخت سفر رہتے ہیں اور پھر ٹیسٹ کے ذریعے انھیں بتایا جاتا ہے کہ اتنے فی صد ان کی منی میں سپرم زندہ ہیں اتنے فی صد مردہ اور اتنے فی صد اپاہج لھذا امام غزالی علیہ الرحمہ کا مذکورہ بالا موقف نہ یہ کہ صد فی صد درست ہے بلکہ ان کی باریک بینی اور بالغ نظری کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔

حیات طبعی آچکنے کے بعد جنین کا اتلاف طفل کشی ہے اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور یہ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

اسقاط الحمل حرام باجماع المسلمین وھو من الواد الذی قال تعالیٰ واذا المووؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت [1]

اسقاط حمل بالاجماع حرام ہے اور وہ اسی نفس کشی میں داخل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن زندہ دفن کی جانے والی معصوم بچیوں سے سوال کیا جائے گا کہ آخر تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا۔

خیر جنین حیاتِ طبعی سے محروم ہو یا حیات طبعی سے آراستہ ہر حال میں اس کا اتلاف ناجائز ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر اسقاط ایسے جنین کا کیا جائے جو حیات طبعی سے محروم ہو تو یہ مکروہِ تحریمی ہے اور اگر اسقاط ایسے جنین کا کیا جائے جو حیاتِ طبعی سے آراستہ ہے تو یہ صریح حرام ہے شیخ مجیب اللہ ندوی فتاویٰ قاضی خان کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

اسقاط حمل اگر زندگی پیدا ہونے کے بعد ہو تو اس کے حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن اگر زندگی کے ظہور سے پہلے ہی اسقاط کرایا جائے تب بھی یہ ناجائز ہے اس لئے کہ جب تک روح پیدا نہ ہو جائے حمل عورت ہی کے بدن کا حصہ اور اس کا جز تصور کیا جائے گا جس طرح کسی کا قتل یا اس کے عضو کا کاٹنا درست نہیں اسی طرح اپنے جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر پھینکنا بھی حرام ہے۔ [2]

[1] طبرانی بحوالہ تربیۃ الاولاد فی الاسلام ج۱ ص۱۶۴، [2] نورالایضاح ص۴۲، قدوری ص۳۰ [3] احیاء العلوم ج۲ ص۵۲

☆☆☆☆☆ گستاخ رسول کو سر کا خطاب قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

دور حاضر میں جہاں مروجہ ضبطِ تولید کرانے کے سنگین مقاصد ہیں وہاں اکثر اوقات اسقاط حمل بھی سنگین مقاصد کے لئے کرایا جاتا ہے عموماً عادی بدکار عورتیں اپنی بداعمالیوں کے استمرار واضمار کے لئے اسقاط حمل کراتی رہتی ہیں اس حقیقت سے پردہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب یوں اٹھاتے ہیں۔

> اگر کوئی عادی بدکار عورت ہے جو حمل کو اپنے جرم کے راستے میں رکاوٹ سمجھتی ہے اور اپنی بدکاریوں کو جاری رکھنے کے لئے اسقاط کراتی ہے یہ ناجائز اور گناہ ہے اور ڈاکٹر کو اس کا علم ہو اور اس کے باوجود وہ اس کا حمل ساقط کردے تو وہ بھی گناہ گار ہوگا قران مجید میں ہے ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ:۳۱) ''گناہ اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مددمت کرو''۔[۱]

اسقاط حمل کے اعذار

اسقاط حمل کے چند اعذار شرعیہ درج ذیل ہیں۔

۱۔اگر حمل کیوجہ سے عورت کی ہلاکت یقینی ہو تو اس جنین کا بھی اتلاف واجب ہوجاتا ہے جو حیات طبعی سے آراستہ ہو اگر جنین کے باحیات طبعی ہونے سے قبل حمل کے سلسلے میں عورت کی ہلاکت کی یقینی خبر تھی مگر ازراہِ تساہل اسقاط نہ کرایا تو اسقاط کا وجوب تو اپنی جگہ برقرار رہے گا مگر عورت گناہ گار ضرور ہوگی اگر اس کا علم اسے نہ تھا مگر خاوند کو یا اس کے کسی اور عزیز کو تھا تو گناہ گار یہ ہوں گے عورت بری الذمہ ہوگی۔

۲۔اگر ایک سوبیس دن گزرنے کے بعد جنین حیات طبعی سے محروم رہا تو اسے مردہ تصور کیا جائے گا اور اس کا اسقاط واجب ہوگا۔

۳۔اگر ایک سوبیس دن بعد جنین حیات طبعی سے آراستہ ہوا مگر بعدازاں مرگیا تو اس صورت میں بھی اسقاط واجب ہوگا۔

۴۔اگر حیات طبعی کے آراستہ ہونے سے قبل الٹراساونڈ یا اور کسی آلہ سے جنین کا کوئی خلقی یا موروثی عیب ظاہر ہوجائے تو اس صورت میں اسقاط جائز ہوگا لیکن ایک سوبیس دن گزرنے کے بعد ان عیوب کے ظاہر ہونے کی بناء پر اسقاط جائز نہ ہوگا۔

۵۔اسقاط حمل کی ایک جائز صورت علامہ سعیدی نے یہ بھی لکھی ہے

۱۔ العقائدوالمسائل ص ۱۵۱ ۲۔ احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۲

''اگر کسی عورت سے گناہ ہو گیا اب وہ اپنی بدفعلی پر نادم اور تائب ہو ایسی عورت کا اسقاطِ حمل کرانا جائز ہوگا اور ڈاکٹر کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ ایسی عورت کا حمل ساقط کردے۔'' ۱

لیکن اسقاط حمل کی اس صورت کا جواز اس وقت متحقق ہوگا جب استقرار حمل کو چار ماہ ہونہ پائے ہوں چار ماہ کے بعد ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

ضروری بات

خلقی یا موروثی عیب کی وجہ سے بے حیات جنین کے اسقاط کا جواز اپنی جگہ لیکن اس کے ساتھ ہم یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ جنینوں میں بعض عیوب والدین کی اپنی کسی کوتاہی کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں جیسے دماغی تعویق اور فاتر العقلی پہلی بیماری کا سبب اکثر اوقات شراب نوشی ہے جبکہ دوسری بیماری کا سبب اکثر قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنا ہوتا ہے لہٰذا ان دونوں صورتوں سے اجتناب کر کے جنینوں کو ان امراض سے بچایا جا سکتا ہے اور ان جیسی وجوہ کی بناء پر قرآن مجید نے شراب نوشی کو حرام قرار دیا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے خاندانوں میں شادی کرنے کی ترغیب دی ۲

جنین کشی کی سزا کی تفصیل

شریعت نے جنین کشی کی ایک سزا مقرر فرمائی ہے جسے ''الغرہ'' کہا جاتا ہے مختلف احادیث میں اس کی سزا مختلف آئی ہے بعض احادیث میں غلام یا باندی آزاد کرنا ہے ۳ بعض احادیث میں سو بھیڑوں یا بکریوں کی ادائیگی ہے ۴ بعض احادیث میں پانچ سو درہم ہے۔ ۵ اور بعض احادیث میں مکمل دیت کا نصف عشر ہے ۶ غرہ کے متعلق مسائل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔غرہ اس وقت واجب ہوگا جب رحمِ مادر سے باہر آنے والے مادہ میں اس بات کا ثبوت مل جائے کہ انسانی اعضاء کی تشکیل کا آغاز ہو چکا ہے۔ ۷

۲۔اگر حاملہ عورت خود جنین کے خلاف جارحیت کی ذمہ دار ہے تو غرہ کی ادائیگی اس کے میکے والے کریں گے اور اگر دوسرے شخص کے ہاتھوں بالواسطہ حمل ساقط ہو گیا تو اس شخص کے کنبہ والے غرہ کی

۱ جدید حیاتیاتی علوم ص ۱۰۸،

(فقہ المعاملات کا مطالعہ کرنا، فقہی معاملات پر غور کرنا اور فقہ المعاملات پر لکھنا وقت کی ضرورت ہے)

ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔[۱]

۳۔ غرہ کا فائدہ جنین کے ورثاء کو پہنچے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تنہا ماں کو پہنچے گا لیکن یہ اس وقت ہوگا جب عورت خود جارحہ نہ ہو۔[۲]

۴۔ غرہ کا وجوب چار ماہ سے پہلے تلف کئے جانے والے جنین کے لئے ہے اگر چار ماہ کے بعد جنین جارحیت کا نشانہ بنے تو غرہ واجب نہ ہوگا بلکہ دیت کاملہ واجب ہوگی جس کی مقدار سو اونٹ یا دو سو گائے یا دو سو بھینسیں یا بکریاں یا ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہے۔[۳]

۵۔ دیت کے ساتھ کفارہ جو دو ماہ مسلسل روزے ہیں بھی لازم ہوگا جبکہ جارحیت کے نتیجے میں جنین ماں کے جسم سے زندہ الگ ہو جائے۔ یعنی اگر جارحیت کے نتیجے میں جنین زندہ حالت میں ماں کے جسم سے الگ ہوا تو پھر جارح پر صرف دیت لازم نہ ہوگی بلکہ کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر جارحیت کے نتیجے میں جنین مردہ حالت میں ماں کے جسم سے الگ ہوا تو پھر جارح پر دیت لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا۔

تحریک ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت

اس وقت دنیا میں ضبطِ تولید کی تحریک بڑے زوروں پر ہے۔ ٹی۔وی، اخبارات اور رسائل و جرائد کے ذریعے فیملی پلاننگ پر جس غیر مہذب، نامناسب اور غیر اخلاقی انداز سے ناظرین و قارئین کو ابھارا جا رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آبادی میں اضافہ ایک فطری عمل ہے جو ابتدا سے لے کر حال تک ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور اسی تناسب سے رزق کا بندوبست ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا اسی حقیقت سے پردہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب یوں اٹھاتے ہیں۔

"یہ قانون قدرت ہے کہ آج تک جس تناسب سے آبادی میں اضافہ ہوتا چلا آیا ہے اسی تناسب سے وسائل رزق میں بھی اضافہ ہوتا رہا ہے اس میں انسان کی محنت، جدوجہد اور منصوبہ بندی اور تدبر کے ساتھ ساتھ خالق کائنات کی قدرت کا بھی دخل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسبب الاسباب کی مشیت کے بغیر اسباب مؤثر ہو ہی نہیں سکتے"[۴]

اور جہاں آج دن تک رزق و خوراک کا مسئلہ نہیں بنا وہاں یہ زمین بھی انسانوں کے لیے ناکافی نہیں ہوئی رزق و خوراک کا معاملہ ہو یا اس سرزمین پر سکونت کا مسئلہ یہ سب اللہ رب العزت نے اپنے ذمے

۱۔ المومنون ۱۴،۱۳،۱۲ ۲۔ گائنا کالوجی ص ۵۲ ۳۔ احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۳،

☆ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین ☆

لے رکھا ہے اس کے فکر کی ہمیں ضرورت نہیں باوجود اس حقیقت کے اس مسائل پر متفکر ہوجانا یہ اسلامی شیوہ نہیں ہے یہ فکر کہاں سے اٹھی اس تحریک نے کہاں سے سر اٹھایا یہ راز کسی سے ڈھکا چھا نہیں ہے فی الاصل اسکی بنیاد مغربی استعمار نے رکھی ہے اور ان کا یہ اقدام کسی گھناؤنی سازش سے خالی نہیں ہے اور یہ بات اس پر سب سے بڑی دلیل ہے کہ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (I.M.F) جیسی تنظیمیں تیسری دنیا کے ملکوں کو دل کھول کے فنڈ دیتی ہیں تیز انھیں قرض دینے سے اس وقت تک عملاً انکار کرتی ہیں جب تک کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے نفاذ کا پختہ عہد و پیمان نہیں کر لیتے آخر صرف اسی مقصد کے لیے اتنی بڑی سخاوت کیوں؟ کیا مغربی استعمار کے دل میں انسانی فلاح و بہبود کا جذبہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا عالم اسلام پر ظلم وستم اور جبر و بربریت کی مذموم داستانیں رقم کرنے والا ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے خواب دیکھنے والا اسکا ہمدرد کیسے ہوسکتا ہے باوجود اس قدر بغض و عداوت رکھنے والے مغربی استعمار کی اتنی بڑی سخاوت کم از کم ہمیں اس نتیجہ پر ضرور پہنچاتی ہے کہ تحریک ضبط تولید کے حسین اور جاذب لباس میں مغربی استعمار کے مذموم مقاصد کا ایک دریا موجزن ہے یہ تحریک مسلمانوں سے عقائد کا حسن اور اخلاق و کردار کی خوبصورتی کو چھیننا چاہتی ہے یہ مسلمانوں کی توجہ اپنے خالق و مالک کی قدرت سے ہٹا کر معاشی مسائل کی طرف مرکوز کردینا چاہتی ہے یہ مسلمانوں سے عفت مآبی و پاک دامنی چھین کرانھیں بدکار وعیاش اور بے ہودہ و زنا کار بنادینا چاہتی ہے یہ تحریک مسلمان ممالک میں آبادی کے اضافے کو مغربی استعمار کیلئے خطرہ سمجھتی ہے لھٰذا وہ مسلمانوں کی آبا کاری کا سد باب کر کے ان کی افرادی قوت کو مجروح کرنا چاہتی ہے جب اس تحریک کے یہ مقاصد ہیں تو اس کے شرعی جواز کے بارے لکھنا تو درکنار سوچنا بھی ایک بہت بڑی حماقت ہوگا ہاں کسی شرعی عذر کی بنیاد پر ضبط تولید کا جواز اپنی جگہ مگر یہ جواز انفرادی نوعیت کا ہے نہ کہ اجتماعی نوعیت کا کہ اس کا تعلق اس تحریک سے جوڑا جائے۔

المختصر جو تحریک مسلمانوں کے عقائد کو مجروح کرنے کے درپے ہو، اخلاقی اور سماجی برائیوں کو تحفظ فراہم کرنے والی ہو، مسلمانوں کی افرادی قوت کے اضافہ کو مغربی استعمار کے لئے خطرہ سمجھتی ہو ایسی تحریک ملحد تحریک ہے کسی بھی سطح پر کسی بھی انداز میں اس کی حوصلہ افزائی ناجائز اور گناہ ہے کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے

[۱] فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۱۷ [۲] اسلامی فقہ ج ۲ ص ۳۳۱،

و تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۱؎

نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں پر ایک دوسرے کی معاونت کرو برائی اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت نہ کرو۔

اس تحریک کی شرعی حیثیت پر بہت سے علما نے قلم اٹھایا ہے اور بھر پور اس کی مخالفت کی ہے ذیل میں صرف چند علما کے تاثرات درج کیے جاتے ہیں

۱۔ شیخ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے تاثرات

''اس طرح کے جو جوابات نبی ﷺ سے حدیث میں منقول ہیں ان سے عزل کا جواز نکلتا بھی ہے تو وہ ہرگز ضبط تولید اس عام تحریک کے حق میں استعمال نہیں کیا جاسکتا جس کی پشت پر باقاعدہ، خالص مادہ پرستانہ اور اباحیت پسندانہ سوچ کا فرما ہے'' ۲؎

۲۔ شیخ مفتی محمد شفیع کے تاثرات

''قرآن کریم کے اس ارشاد سے اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے جس میں آج کی دنیا گرفتار ہے۔ کثرت آبادی کے خوف سے ضبط تولید اور منصوبہ بندی کو رواج دے رہی ہے اس کی بنیاد بھی اسی جاہلانہ فلسفے پر ہے کہ رزق کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھ لیا گیا ہے یہ معاملہ قتل اولاد کے برابر نہ سہی مگر اسکے مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں '' ۳؎

۳۔ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری کے تاثرات

''قرآن کریم نے نسل کشی کو خطاء کبیر بہت بڑی غلطی کہا ہے اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو فرانس وغیرہ ممالک پر نظر ڈالیے جنھوں نے مصنوعی ذرائع سے ضبط تولید کر کے اپنی تعداد گھٹایا اور جب جرمن فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں تو ان کے پاس ایسے جوانوں کی شدید قلت تھی جو مادر وطن کی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں سینہ سپر ہوسکیں، ایسا قدم جس سے قوم کی اور وطن کی آزادی خطرے میں پڑ جائے اس کو اگر بڑی غلطی نہ کہا جائے تو کیا دانش مندی کہا جائے '' ۱؎

۴۔ ڈاکٹر سید محمد طنطاوی مفتی مصر کے تاثرات

۱؎ شرح صحیح مسلم ج ۳ ص

''بہبود آبادی کی منصوبہ بندی اگر چہ شرعاً جائز ہے لیکن اس کو قانون بنا کر عوام پر نافذ کرنا شرعاً ناجائز ہے''۔ ۲

۵۔ علامہ غلام رسول سعیدی کے تاثرات

''جہاں تک دور جدید کے مادہ پرستانہ نظریہ خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق ہے تو یہ خالص الحاد پر مبنی ہے اور اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں'' ۳۔

۶۔ شیخ مجیب اللہ ندوی کے تاثرات

''چنانچہ اس مغربی نظریہ کے تحت ہماری حکومت نس بندی، اسقاط حمل اور مانع حمل دواؤں اور نرودھ استعمال کے طریقوں کو نہ صرف رائج کر رہی ہے بلکہ روپیہ پیسہ کا لالچ دے کر اور کسی حد تک جبر کے ذریعے لوگوں کو مجبور کیا جا رہا ہے اس کوشش کے نتیجے میں آہستہ آہستہ عوام کا اور خاص طور پر ہندو عورتوں کا یہ مزاج بنتا جا رہا ہے کہ بچوں کی کثرت واقعی مصیبت ہے۔۔۔۔

بحمد اللہ مسلمانوں میں چند مغرب زدہ لوگوں کو چھوڑ کر اس طرح کا کوئی مغربی مزاج نہیں بن سکا مگر مسلم معاشرہ میں جس تیزی سے انحطاط ہو رہا ہے اور مصنوعی معیار زندگی بڑھ رہا ہے اس سے خطرہ ہے کہ یہ وبا ان کے مردوں اور عورتوں میں بھی نہ پھیل جائے۔'' ۴

۷۔ شیخ سمیع الحق کے تاثرات

''ضبط ولادت کی تحریک پر ملک کے سنجیدہ علمی و دینی حلقے ابتداء ہی سے اظہار ناراضگی کر رہے ہیں اور برابر اس تحریک کی مضرتوں پر معاشی، اخلاقی، شرعی و عقلی ہر پہلو سے روشنی ڈالی جا چکی ہے اور اب تک ڈالی جا رہی ہے۔ طویل مشاہدات و تجربات کی روشنی میں مرتب کردہ اس تحریک کے عقلی و شرعی تجزیہ سے ہمیں کلی اتفاق ہے کہ اس مہم کا براہ راست اثر ہماری معاشرتی زندگی کی قدروں پر ہوگا۔ لذت پرستی

۱ شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۲ بحوالہ جدید حیاتیاتی علوم ص ۱۳۱ ۳ صحیح بخاری ج ۳ جز ۹ ص ۱۴، ۴ سنن نسائی جز ۴ ص ۷۴، ۵ سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۱۹۳، ۶ حاشیہ رد المختار ج ۲ ص ۵۸۸، ۷ التشریع الجنائی السلام بالقانون الوضعی ص ۲۹۵

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

اور جنسی بے راہروی کی ساری رکاوٹیں ختم ہو کر ایک اسلامی ملک میں اخلاق انا کی فحاشی، بے حیائی اور زنا کاری کا شجرہ خبیثہ خوب پروان چڑھے گا۔''[1]

۸۔ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن کے تاثرات

'' لہٰذا اگر محض تنگی رزق کے ڈر سے احتیاطی تدبیر کے طور پر مانع حمل طریقے اختیار کئے جائیں اور وہ بھی کسی شخصی مجبوری کے تحت نہیں بلکہ قومی اور ملکی پالیسی کے طور پر تو قران کے منشا کے صریح خلاف ورزی ہے۔''[2]

بحمد اللہ تعالیٰ علمائے ملتِ اسلامیہ کے ان بیانات اور تاثرات سے یہ واضح ہو گیا کہ تحریک ضبطِ تولید شرعاً ناجائز اور حرام ہے آخر میں شیخ مودودی کے اس خوبصورت قول سے ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں۔

''لیکن منشور اسلامی کی یہ دفعہ انسان کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ کھانے والوں کو گھٹانے کی کوشش چھوڑ کر ان تعمیری مساعی میں اپنی قوتیں اور قابلیتیں صرف کرے جن سے اللہ کے بنائے ہوئے قانون فطرت کے مطابق رزق میں افزائش ہوا کرتی ہے۔''[3]

تمت بالخیر

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیب خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ واولیاء ملتہ وعلماء امتہ اجمعین۔

[1] حاشیہ ردالمختار ج ۲ ص ۵۸۹، [2] ہدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۴۱۵، [3] فقہ السنہ ج ۲ ص ۴۶۶، [4] تفہیم المسائل ج ۱ ص ۳۷۰، ۳۷۱،

☆ بیع مرابحہ: خرید کردہ شے کی قیمت بتا کر اس کو نفع پر فروخت کرنا ☆

کتابیات

۱۔ قران مجید

۲۔ تفسیر جلالین — امام جلال الدین سیوطی وامام جلال الدین محلی

۳۔ تفسیر مظہری — قاضی ثناءاللہ پانی پتی

۴۔ فتح المنان — شیخ محمد عبدالحق

۵۔ تفہیم القران — سید ابوالاعلیٰ مودودی

۶۔ معارف القران — مفتی محمد شفیع

۷۔ ضیاء القران — پیر محمد کرم شاہ الازہری

۸۔ نورالعرفان — مفتی احمد یار خاں نعیمی

۹۔ الکتاب — ڈاکٹر محمد عثمان

۱۰۔ صحیح بخاری — امام محمد بن اسماعیل بخاری

۱۱۔ صحیح مسلم — امام مسلم بن حجاج نیشاوری

۱۲۔ جامع ترمذی — امام ابومحمد بن عیسی ترمذی

۱۳۔ سنن ابی داوٗد — امام داوٗد سلیمان بن اشعث

۱۴۔ سنن ابی ماجہ — امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ الملقب بہ ابن ماجہ

۱۵۔ موطاامام مالک — امام دار الحجرت مابدیناٰنسن ہزی مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصحی

۱۶۔ سنن نسائی — امام عبدالرحمٰن احمد شعیب نسائی

۱۷۔ مشکوۃ المصابح — امام ولی الدین محمد بن عبداللہ

☆ بیع منابذہ یہ ہے کہ: بائع مبیع کو مشتری کی طرف پھینک دے ☆

۱۸۔	شرح صحیح مسلم	امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی
۱۹۔	فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی
۲۰۔	تفہیم البخاری	مولنا غلام رسول رضوی
۲۱۔	شرح صحیح مسلم	مولنا غلام رسول سعیدی
۲۲۔	مراۃ المفاتیح	ملا علی قاری حنفی
۲۳۔	حاشیہ ترمذی	شیخ احمد علی سہارنپوری
۲۴۔	احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد غزالی
۲۵۔	الفتاویٰ الحدیثیہ	امام ابن حجر مکی ہیتمی
۲۶۔	تصحیح العقائد	مولنا عبد الحامد بدایونی
۲۷۔	العقائد والمسائل	مفتی عبد القیوم ہزاروی
۲۸۔	نور الایضاح	امام حسن بن عمار بن علی اللہ بنلالی
۲۹۔	المختصر للقدوری	امام ابو الحسن احمد بن محمد بن احمد بن جعفر
۳۰۔	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی
۳۱۔	حاشیہ رد المختار	علامہ سید محمد ابن عابدین شمی
۳۲۔	بدایۃ المجتہد	قاضی ابو الولید ابن رشد اندلسی
۳۳۔	فقہ السنہ	الشیخ سید سابق
۳۴۔	فتاوی ابن تیمیہ	شیخ ابن تیمیہ
۳۵۔	فتاویٰ افریقہ	امام احمد رضا محدث بریلوی

۱۔ القرآن ۲۔ رسائل ومسائل ج۳ ص۲۹۰، ۳۔ معارف القرآن ج۵ ص۶۲۳۔

☆ بیع سلم: قیمت پہلے ادا کرنا اور بیع بعد میں مقررہ مدت پر وصول کرنا ☆

۳۶۔	المغنی ابن قدامہ	علامہ ابن قدامہ
۳۷۔	جدید فقہی مسائل	شیخ خالد سیف اللہ رحمانی
۳۸۔	اسلامی فقہ	شیخ مجیب اللہ ندوی
۳۹۔	رسائل مسائل	سید مودودی
۴۰۔	ضبط ولادت	سید مودودی
۴۱۔	تفہیم المسائل	مفتی منیب الرحمٰن
۴۲۔	اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی	شیخ احمد شرباصی
۴۳۔	بہبود آبادی کی منصوبہ بندی اور اس کے متعلق دین کا نقطہ نظر	ڈاکٹر محمد طنطاوی
۴۴۔	التشریع الجنائی الاسلامی مقارنۃ بالقانون الوضعی	الشیخ عبد القادر عودۃ
۴۵۔	جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام	ابوالحسن محسن ابراھیم
۴۶۔	اسلام میں جنس اور معاشرہ	مسلم بی ایف
۴۷۔	خطبات حکیم الامت	شیخ اشرف علی تھانوی
۴۸۔	تربیۃ الاولاد فی الاسلام	شیخ عبد اللہ ناصح علوان
۴۹۔	کامل الصناعۃ الطبیۃ	طبیب حاذق علی بن عباس
۵۰۔	اسلام اور عصر حاضر	شیخ سمیع الحق
۵۱۔	اصول الشاشی	امام نظام الدین شاشی
۵۲۔	الحسامی بالنامی	علامہ حسام الدین محمد بن محمد بن عمر
۵۳۔	المنجد	معلوف یسوعی
۵۴۔	گائنا کالوجی	ڈاکٹر محمد سعید

۱؎ ضیاء القرآن ج ۲ ص ۲۶۵ ۲؎ بہبود آبادی کی منصوبہ بندی ص ۳۰ ۳؎ شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۹۱ ۴؎ اسلامی فقہ ج ۱ ص ۲۱۸، ۲۱۹،

☆ بیع تولیہ وہ بیع جو صرف ثمن اول سے ساتھ ہو